© rasailojaraid.com

شذرات

رمضان المبارک کا مہینہ اپنی پوری رحمتوں اور عظمتوں سے ملت اسلامیہ پر سایہ افگن ہے۔ اس شہر عظیم کی برکات کے کیا کہنے جس میں قرآن عظیم اتارا گیا۔ اور جس کے اہتمام و استقبال میں سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والتسلیم پر فرط اشتیاق سے والہانہ کیفیت طاری ہو جاتی تھی۔ قرب حق اور وصال مولیٰ کے وہ پاکیزہ شب و روز جن کی ٹھنک لہروں سے روح و ایمان کی کھیتی لہلہا اٹھتی ہے۔ اور جن کے عبادات و مجاہدات سے نہ صرف مہینہ بھر کے لئے نفس ظلوم اور شیطانی طاقتیں مقہور و مغلوب ہو جاتی ہیں۔ بلکہ خوش بخت افراد کا یہی جمع شدہ ذخیرۂ عبادات سال بھر تک ذخیرۂ توفیق و برکت کا کام دیتا رہتا ہے۔ اور اسکی طاعتوں اور مغفرتوں کا فیض سال بھر تک چلتا رہتا ہے۔ یہی وہ مبارک مہینہ ہے جس میں ایک طرف انسانی رہنمائی و ہدایت کا نسخۂ شفا، قرآن مجید کی شکل میں اتارا گیا۔ تو دوسری طرف ضروری تھا کہ ساتھ ہی ساتھ اس "کتاب مبین" پر عمل کرنے کی تربیت کا اہتمام بھی ہو اور اللہ کے اوامر کی تعمیل اور نواہی سے اجتناب خواہشات نفسانی کے مغلوب کرنے اور ملکوتی جواہر کو ابھارنے اور نکھارنے کی صلاحیت اور طور طریقے بھی عملاً سکھائے جائیں جس کا بہترین مظاہرہ روزہ ہی کے ذریعہ کیا جاسکتا تھا کہ جب ارشاد ربانی کی تعمیل میں حلال اور پاکیزہ نعمتوں اور کھانے پینے سے اجتناب اور احتراز کی طاقت پیدا ہو جائے گی تو ناممکن ہو گا کہ ملت محمدی کا ایک پیرو اور عبدیت خداوندی کا ایک دعویدار اپنی زندگی میں اس کی مرضی اور منشاء کے خلاف کوئی حرکت کر بیٹھے۔ یہی ربط اور تعلق ہے رمضان اور قرآن کا۔ قرآن کریم ایک مؤمنانہ سیرت و کردار کیلئے جن خطوط و اقدار کی تعلیم دیتا ہے۔ اس تعلیم کے سیکھنے اور پڑھنے پڑھانے، اس کے عملی تجربہ اور ٹریننگ حاصل کرنے کے لئے جو تعلیمی مدت مقرر کی گئی وہ یہی ماہ رمضان ہے۔ اطاعت و پرہیزگاری کو اپنا کر خواہشات و شہوات کی تمام طاقتوں کو مولیٰ کے نام پر قربان کرنا۔ روزے کا یہی پاکیزہ مقصد ہے، جسے قرآن میں تقویٰ سے تعبیر کیا گیا ہے۔ کہ "اے مسلمانو! تم پر روزے فرض کئے گئے جسطرح پچھلی امتوں پر فرض کئے گئے تاکہ تم میں تقویٰ پیدا ہو" (البقرہ) وہی تقویٰ جو بقول علامہ سید سلیمان ندوی علیہ الرحمۃ اسلام کی تمام تعلیمات کا خلاصہ اور نچوڑ ہے اور جسکی حقیقت سیدنا عمر بن الخطابؓ کی روایت ذیل سے سمجھی جاسکتی ہے:

عن عمر بن الخطابؓ انہ سال اُبیّ بن	حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ انہوں نے اُبیّ بن کعب
کعب عن التقویٰ فقال لہ اما سلکت	[illegible] انہوں نے جواب دیا
طریقا ذا شوک؟ قال بلیٰ قال فما	کہ آپ ایسے راستے سے نہیں گزرے ہیں

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

عملت؟ قال شمرت واجتهدت جہاں کانٹے دار جھاڑیاں ہوں۔ آپ نے کہا ہاں گذرا ہوں۔ انہوں نے پوچھا پھر اسوقت آپ نے کیا کیا۔ فرمایا میں نے اپنے کپڑے سمیٹ لئے اور اس سے بچتا ہوا گذر گیا۔ انہوں نے کہا اسکا نام تقویٰ ہے۔ قال ذالك التقوی۔ (تفسیر ابن کثیر جلد اول صفحہ ۵۴)

پس اگر ہم نے ان ایام میں کھانے پینے کے ساتھ ساتھ تمام غلط باتیں بھی ترک کر دیں منکرات و فواحش سے کلی احتراز کیا جھوٹ حرامکاری گالی گلوچ غیبت چوری قول زور لہو و لعب اور نظر بد وغیرہ کو خیر باد کہہ کر اپنی تمام توانائیاں خدا کے سپرد کر دیں تو ہم نے روزے کا مقصد اور تقویٰ کی زندگی پالی۔ اور اگر گناہ و معصیت کا بازار گرم رکھا۔ کلچر و ثقافت کے نام پر فحاشی اور بے حیائی کا کاروبار چلتا رہا۔ دفاع و ریلیف فنڈ کے نام پر رقص و سرود کی محافل منعقد ہوتی رہیں۔ اور ہماری صحافت و ثقافت، ہمارے ممتاز اخبارات و جرائد چند ٹکوں کی خاطر فحش تصاویر برہنہ اشتہارات اور راگ رنگ کے حیا سوز مناظر کی غلاظتیں مسلم گھرانوں اور مومن معاشرے میں برابر پھیلاتے رہے ہیں۔ جیسا کہ جنگ کے فوراً بعد دوبارہ ہوا۔ یہاں تک کہ ملک کے اہم اخبارات اشاعت فواحش کے دور میں غلاظت کے پلندے اور چلتے پھرتے قحبہ خانے بن کر رہ گئے۔ اور ایک مسلمان تو کیا کوئی غیرتی انسان ان اخبارات کو اپنے گھر میں داخل کرنے میں شرم و عار محسوس کرے گا۔ ہمارے سینما گھر بدستور شیطانی تعلیم گاہیں بن کر قوم کے اخلاق و شرافت کو غارت کرتے رہے ہیں۔ ہر بازار اور گلی میں رمضان ہی کے نام پر پردہ کی اوٹ میں روزہ کی تذلیل و توہین ہوتی رہی تو ایسی قوم حقیقۃً روزہ دار اور متقی نہیں اور نہ یہ طور طریقے ایک مجاہد قوم کے ہیں۔ زبان سے صائم (روزہ دار) اور مجاہد، روزہ اور جہاد کا دعویٰ اور زندگی کے ہر شعبہ اور ہر عمل اسلام و اطاعت کیلئے ایک کھلا چیلنج؟ سچ کہا حضورؐ نے "کتنے روزے دار ایسے ہیں جنکو اپنے روزہ سے بھوک اور پیاس کے سوا اور کچھ نہیں ملتا۔" —— خدا کی جائز کی ہوئی چیزوں سے روزہ رکھ کر خدا کی حرام کی ہوئی چیزوں سے اس کا افطار کرنا کہاں کی عقلمندی ہے —— ؟

جہاد کے بعد روزہ —— اللہ اکبر —— اگر روزہ کی عظمت و حقیقت کو جان کر اس کے مقصد و مفہوم کو اپنا لیا جائے تو اسی ایک مہینہ کو جہاد اور فتح و کامرانی کا ذریعہ بنایا جاسکتا ہے! اور ہر بالغ روزہ دار آگے چل کر ملت پاکستانیہ کا عظیم سپاہی اور باطل کیلئے خدائی تلوار بن سکتا ہے۔ کہ جب روزہ دار حق کی راہ میں کھانا پینا چھوڑ سکتا ہے۔ لذت و آرام عیش و راحت کے تمام تقاضوں کو خدا کی راہ میں پائمال کر سکتا ہے سردیوں کی طویل راتوں کی میٹھی نیند کو قیام لیل تلاوت قرآن اور نوافل و عبادات کی خاطر قربان کر سکتا ہے اور دین کی خاطر اپنے تمام مشاغل و معمولات میں ہر قسم کی تبدیلی کے لئے آمادہ ہے۔ تو کیا ایسا شخص ضرورت کے وقت کلمۃ حق کی اعلاء اپنے دین ملک

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کی حفاظت اور باطل کے استیصال کی خاطر دشمن کے سامنے سینہ سپر نہیں ہو سکے گا۔ اور جب مسلمان روزہ کے ذریعہ اپنے داخلی دشمن "نفس" پر قابو پالیتا ہے۔ تو کیا وہ خارجی دشمن کی سرکوبی نہیں کر سکے گا۔؟ یقیناً کر سکے گا۔ کیونکہ اپنی اندرونی خواہشات اور ہوائے نفسانی کو دبا دینا کٹھن اور مشکل کام ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حدیث میں روزہ کو شہر الصبر (صبر کا مہینہ) اور بیرونی دشمن کے مقابلہ میں جان و مال کی قربانی کو جہاد اصغر اور نفس و خواہش کی بیخ کنی کو جہاد اکبر سے تعبیر کیا گیا۔ اور جب حضور اقدسؐ ایک جہاد سے واپس ہوئے تو فرمایا رجعنا من الجهاد الاصغر الى الجهاد الاكبر (ہم چھوٹے جہاد سے بڑے جہاد کیطرف لوٹے) اسلئے کہ محاذ جنگ میں خارجی و بیرونی دشمنوں سے لڑائی خواہ کتنی ہی طویل کیوں نہ ہو مگر ایک وقتی اور عارضی چیز ہوتی ہے۔ لیکن نفس و شیطان کا مقابلہ پوری زندگی کا دائمی اور ہمہ وقتی عمل ہے اور اس سے عہدہ برآ ہونا جوئے شیر لانے سے کم نہیں اور جب اندر کی دنیا سنور جائے گی۔ اور اندرونی دشمن نفس کو کچل دیا جائے گا تو بیرونی دشمن آنکھ اٹھانے کی جرأت بھی نہ کر سکے گا۔ جب ایک مسلمان اس ملکوتی اور روحانی اسلحہ سے مسلح ہو کر میدان میں اترے گا اور کفر و باطل کو للکارے گا تو حیوانی اور شیطانی صفت بہیمیت اور درندگی سے بھرپور ظالم اور کافر قوتیں لرزہ براندام اٹھیں گی۔ یہی وہ عظیم حکمتیں ہیں جو اسلام کے اس اہم رکن "صیام رمضان" سے وابستہ ہیں۔ اور جن کی فضیلت کے زمزمے اور ترانے خود حضور اقدسؐ کی زبان حق ترجمان سے گونج اٹھے۔ اور ایک مستقل خطبہ آخر رمضان میں ارشاد فرمایا جسے بیہقی نے حضرت سلمان فارسی سے ان الفاظ میں نقل فرمایا ہے:

"اے لوگو! تم پر ایک عظمت والا مہینہ سایہ گستر ہوا ہے۔ ایک برکت والا مہینہ، وہ مہینہ جس میں ایک رات ہزار راتوں سے بہتر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس میں روزے فرض کئے ہیں۔ اور قیام لیل (تراویح) نفل رکھی ہیں جس نے اس مہینہ میں کوئی بھی نیکی کی وہ ایسا ہے کہ کسی شخص نے سوائے رمضان کے بقیہ سال میں کوئی فریضہ ادا کیا اور جس نے اس ماہ میں فرض عبادت کی تو گویا اس نے غیر رمضان میں ستر فریضے ادا کئے۔

پرچہ "الحق" تکمیل کے مراحل میں تھا کہ مجسمۂ علم و عمل محدث وقت فقیہ بے بدل شیخ العصر جامع شریعت و طریقت بقیۃ السلف حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالرحمٰن صاحب (بھبودی ضلع کیمبل پور) کی وفات کا سانحۂ فاجعہ پیش آیا۔ اِنا للہ وانا الیہ راجعون۔ حضرت مرحوم پر ۱۰ دسمبر بروز جمعہ نماز تہجد کے دوران اچانک دائیں طرف فالج کا حملہ ہوا دوسرے دن آپ کو کنٹونمنٹ ہسپتال راولپنڈی میں داخل کرایا گیا۔ بہترین اور ماہر ڈاکٹروں نے ممکنہ کوششیں کیں۔ ابتداء میں صحت سنبھلی پھر بگڑتی چلی گئی اور حضرت کی زندگی کا ٹمٹماتا چراغ بالآخر ۱۲ دسمبر کو ۲ بجکر پینتیس منٹ پر گل ہو گیا۔ کیا عجب کہ اسوقت عالم بالا میں یہ صدا گونجی ہو کہ یا ايتها النفس المطمئنة ارجعي الى ربك راضية مرضية فادخلي في عبادي وادخلي جنتي۔

© rasailojaraid.com